اردو میں بے مثال کتاب
مستند حوالوں سے مزین
تعدادِ رکعات
الحق الصریح فی عددِ رکعات التراویح
از قلم
رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی
ناشر
ادارہ غوثیہ رضویہ
کرم پارک مصری شاہ لاہور (پاکستان)

تراویح پر بے مثال کتاب
مستند حوالوں سے مزین
تعدادِ رکعات
الحق الصریح فی عددِ رکعات التراویح
از قلم
رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی
ناشر
ادارہ غوثیہ رضویہ
کرم پارک مصری شاہ لاہور (پاکستان)
ادارہ معارفِ نعمانیہ
۱۵۵- شاد باغ، لاہور کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

نام کتاب ــــــ الحقُّ الصریح فی عدد رکعات التراویح
مصنف ــــــ رئیس القلم حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی
اشاعت ــــــ بار اوّل
تعداد ــــــ گیارہ سو (۱۱۰۰)
ناشر ــــــ ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

ہدیہ ــــــ ایصالِ ثواب بحق امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

دعائے خیر بحق معاونین ادارہ

نوٹ

یہ کتاب دو روپے پچاس پیسے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل پتہ سے مفت حاصل کریں۔

ادارہ غوثیہ رضویہ

کرم پارک مصری شاہ پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

لاہور .... پاکستان

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الَّذِیۡنَ اَوۡفَوۡا عَھۡدَہٗ. اَلۡجَوَابُ وَمِنۡہُ الصِّدۡقُ وَالصَّوَابُ ۔

نمازِ تراویح کی بیس رکعتیں اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت ہیں۔ مگر اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے آٹھ رکعتوں کے ہی قائل ہیں۔ ان حضرات کا استدلال اس حدیث مبارک سے ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ سَلَمَۃَ بۡنِ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کَیۡفَ کَانَتۡ صَلٰوۃُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فِیۡ رَمَضَانَ. فَقَالَتۡ مَا کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَزِیۡدُ فِیۡ رَمَضَانَ وَلَا فِیۡ غَیۡرِہٖ عَلٰی اِحۡدٰی عَشۡرَۃَ رَکۡعَۃً یُصَلِّیۡ اَرۡبَعًا فَلَا تَسۡئَلۡ عَنۡ حُسۡنِھِنَّ وَطُوۡلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیۡ اَرۡبَعًا فَلَا تَسۡئَلۡ عَنۡ حُسۡنِھِنَّ وَطُوۡلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیۡ ثَلٰثًا قَالَتۡ عَائِشَۃُ فَقُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَتَنَامُ قَبۡلَ اَنۡ تُوۡتِرَ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اِنَّ عَیۡنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلۡبِیۡ ۔[1]

یعنی اس حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا کہ رمضان میں آپ کی نماز کیسی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رمضان میں اور دوسرے مہینوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتوں سے زیادہ کبھی نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں تو ایسی پڑھتے تھے کہ ان کی اچھائی اور درازی کے متعلق پوچھو ہی نہ یعنی بہت عمدہ اور طویل، پھر ایسے ہی اور چار رکعتیں پڑھتے پھر تین رکعتیں پڑھتے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

[1] بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۴۔

اس حدیث مبارک کے جوابات

اَوّلاً :۔ اس حدیث میں اضطراب ہونے کی وجہ سے اس سے استدلال تام نہیں۔ قال القرطبی اشکلت روایات عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا علی کثیر من اھل العلم حتی نسب بعضھم حدیثھا الی الاضطراب[1] یعنی امام قرطبی نے کہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایات زیادہ اہل علم کے نزدیک مضطرب ہیں۔

ثانیاً :۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے تیرہ رکعات کی روایت بھی بسند صحیح موجود ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رفع اضطراب کی یہ صورت بیان فرماتے ہیں۔ والصواب ان کل شئ ذکرتہ من ذالک محمول علی اوقات متعددۃ و احوال مختلفۃ۔[2] یعنی صحیح یہ ہے کہ جس چیز کا ذکر کیا گیا وہ اوقات متعددہ اور احوال مختلفہ پر محمول ہے۔

اس سے غیر مقلدین کا آٹھ رکعات میں تراویح کا انحصار اور اس سے زیادہ کے عدم ثبوت کا دعوٰی باطل ہو گیا، بلکہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری غیر مقلد خود لکھتے ہیں کہ "انہ قد ثبت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان قد یصلی ثلث عشرۃ رکعۃ سوی رکعتی الفجر"[3] یعنی "حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ صبح کی سنتوں کے علاوہ تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔"

غرضیکہ اس حدیث میں اضطراب یا آٹھ رکعات میں عدم انحصار میں سے کوئی ایک امر ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔

ثالثاً :۔ اس حدیث مبارک سے یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک سلام سے چار چار رکعات اور آخر میں ایک سلام سے تین رکعات وتر ادا فرماتے تھے۔

[1] :۔ فتح الباری شرح بخاری از علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جلد ۳ ص ۱۷۔

[2] :۔ ایضاً جلد ۳ ص ۱۷۔ [3] :۔ تحفۃ الاحوذی جلد ۲ ص ۳۔

حالانکہ غیر مقلدین کا عمل اس کے خلاف ہے۔ وہ تراویح دو دو رکعت پڑھتے ہیں اور وتر کی ایک ہی رکعت یا تین رکعت دو سلام سے پڑھتے ہیں۔ لہٰذا جو حدیث خود مستدل کے ہاں متروک العمل ہے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

رابعاً :۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث مبارک تہجد سے متعلق ہے۔ اس میں تراویح کا بیان نہیں۔ ذیل میں اس پر چند قرائن ذکر کیے جاتے ہیں۔

حدیث میں بیان تہجد پر شواہد

اَوّلاً :۔ حدیث مبارک کے الفاظ "ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ" بتا رہے ہیں کہ سوال ہی ایسی نماز سے متعلق تھا جو پورا سال پڑھی جاتی تھی۔ سوال میں خاص رمضان کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رمضان شریف میں زیادہ نماز پڑھتے تھے، کما سیاتی ان شاء اللہ تعالٰی اس لیے سائل کو خیال ہوا کہ شاید رمضان شریف میں تہجد کی رکعات بھی زیادہ پڑھتے ہوں۔

ثانیاً :۔ اس حدیث مبارک کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔ فقالت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھا۔ فقلت یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اتنام قبل ان توتر"؟ تراویح میں یہ بعید ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتر سے قبل سو جاتے ہوں۔

ثالثاً :۔ محدثین عظام رحمہم اللہ تعالٰی اس حدیث مبارک کو تعداد رکعات تراویح کی بجائے تہجد سے متعلقہ ابواب میں ذکر فرماتے ہیں، مثلاً صحیح بخاری میں مندرجہ ذیل ابواب میں ہے۔

(۱) باب ماجاء فی الوتر جلد ۱ ص ۱۳۵۔
(۲) باب قیام النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ جلد ۱ ص ۱۵۴۔
(۳) باب فضل من قام رمضان جلد ۱ ص ۲۶۹۔
(۴) باب ماکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ جلد ۱ ص ۵۰۳

پہلی جگہ میں یہ الفاظ بھی ہیں: "کَانَ یُصَلِّیْ اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً کَانَتْ تِلْکَ صَلٰوتَہٗ تَعْنِیْ بِاللَّیْلِ فَیَسْجُدُ السَّجْدَۃَ مِنْ ذٰلِکَ قَدْرَ مَا یَقْرَاُ اَحَدُکُمْ خَمْسِیْنَ آیَۃً قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ رَاْسَہٗ" یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ نماز آپ کی رات کی نماز تھی، آپ سجدہ کرتے تھے اتنی دیر تک کہ تم میں سے کوئی شخص ان کے سر اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ لے۔

یہ الفاظ کس قدر نماز تہجد کی وضاحت کر رہے ہیں، نیز اس باب سے تثلیث وتر کا اثبات مقصود ہے نہ کہ عدد رکعات تراویح۔

دوسرے باب میں "قیام باللیل فی رمضان" کے الفاظ ہیں اور قیام اللیل تہجد کو کہا جاتا ہے، پھر رمضان کے ساتھ "وغیرہ" کے اضافہ نے مزید وضاحت کر دی کہ تہجد ہی مراد ہے۔

تیسرے باب میں بھی عدد رکعات کا بیان مقصود نہیں بلکہ بیان فضل مقصود ہے۔

چوتھے باب میں بھی نوم قبل الوتر کا بیان مقصود ہے نہ کہ عدد رکعات، نیز نوم قبل الوتر مستقل دلیل ہے کہ یہاں نماز تہجد مراد ہے۔ کما مر۔

تہجد و تراویح میں فرق

اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے یعنی غیر مقلد کہتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے، ان کا یہ خیال وجوہ ذیل سے باطل ہے۔

اولاً:- تہجد میں تداعی جائز نہیں اور تراویح میں تداعی ہوتی ہے۔

ثانیاً:- تراویح کا وقت قبل النوم ہے، جبکہ تہجد کا وقت معین نہیں البتہ افضل وقت بعد النوم ہے۔

ثالثاً:- محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے تہجد اور تراویح ہر ایک کا باب جدا رکھا ہے۔ کصحیح الامام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ۔ صحیح مسلم کے ابواب اگرچہ خود امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم نہیں فرمائے، مگر احادیث کی ترتیب اور مناسب روایات کو ایک

جگہ جمع کرنا تو خود امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فعل ہے۔ نیز تراجم لکھنے والے بھی امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بلند پایہ شاگرد اور مشہور محدثین میں سے ہیں۔

رابعاً:- نماز تہجد پہلے فرض تھی، اس کے بعد وحی الٰہی نے اس کی فرضیت منسوخ کر دی اب دوبارہ فرضیت کا خطرہ نہ رہا، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام میں پر دوام نہ فرمانے کی حکمت خشیت فرضیت بیان فرماتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ یہ قیام تہجد سے مغایر ہے، کیونکہ تہجد کی فرضیت تو پہلے ہی منسوخ کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع فرما دیا گیا تھا۔

خامساً:- تہجد کا حکم قرآن کریم میں ہے: "وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"[1]

پھر ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا"[2]

پھر فرمایا: "اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا"[3] جبکہ تراویح کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "سَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ"[4] یعنی تراویح کا حکم وحی غیر متلو سے ہے، اس سے ثابت ہوا کہ یہ تہجد کے علاوہ ہے، اس میں یہ تاویل نہیں چل سکتی کہ اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ حکم کا عملی طریقہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، اس لیے کہ اس حدیث مبارک میں بصورت تقابل ارشاد ہے: "اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرض کیے تم پر رمضان المبارک کے روزے اور اس کا قیام (تراویح) تم پر سنت کیا۔

حالانکہ صوم رمضان کا عملی طریقہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی بیان فرمایا ہے، لہٰذا صورت تقابل سے ثابت ہوا کہ حکم صوم وحی متلو سے ہے اور حکم تراویح وحی

---

[1] پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹۔ [2] پ ۲۹ مزمل ۱ تا ۳ [3] پ ۲۹ مزمل ۴
[4] نسائی شریف جلد ۱ ص ۳۰۸۔

غیر متلو ہے

سادساً :۔ حدیث شریف میں تراویح کا نام "قیام رمضان" مستقل دلیل ہے کہ یہ تہجد سے الگ ہے۔ کیونکہ تہجد رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں۔

سابعاً :۔ تہجد کا حکم مکۂ مکرمہ میں ہوا۔ اور تراویح کا مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد۔

ثامناً :۔ فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "مقنع" میں ہے۔ "ثم تراویح وھی عشرون رکعۃ یقوم بھا فی رمضان فی جماعۃ و یوتر بعدھا فی الجماعۃ فان کان لہ تھجد یوتر بعدہ" [1] پھر نماز تراویح ہے اور اس کی بیس رکعتیں ہیں جو رمضان شریف میں جماعت کیساتھ ادا کی جائیگی۔ اور پھر اسکے بعد وتر جماعت کیساتھ پڑھیں جائیں۔ لیکن اگر کسی نے نماز تہجد ادا کرنی ہو تو وہ نماز اس کے بعد پڑھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تہجد اور تراویح کو متغایر سمجھتے تھے۔

تاسعاً :۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ ابتداء شب میں اپنے شاگردوں کے ساتھ باجماعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور اس میں ایک بار قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ اور بوقتِ سحر تہجد انفراداً پڑھتے تھے۔

عاشراً :۔ تہجد کی متعین رکعات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ یعنی مع الوتر زیادہ سے زیادہ تیرہ ۱۳ اور کم سے کم سات۔ اور تراویح سے متعلق خود غیر مقلدین کی شہادتیں ہیں کہ ان کا کوئی معین عدد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

غیر مقلدین کی شہادتیں

اولاً :۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ "ومن ظن ان قیام رمضان فیہ عدد موقت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزاد ولا ینقص منہ فقد اخطأ" [2] یعنی جس نے یہ خیال کیا کہ نمازِ تراویح کا کوئی عدد یعنی رکعات کی تعداد معین و مقرر ہے تو اس کی یہ بات

[1] مقنع صـ ۱۸۴ ۔ [2] فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۱ ۔

غلط ہے۔

ثانیاً :۔ غیر مقلدین کے پیشواؤں میں سے علامہ شوکانی کہتے ہیں۔ "والحاصل الذی دلت علیہ احادیث الباب وما یشابھھا ھو مشروعیۃ القیام فی رمضان والصلوٰۃ فیہ جماعۃ و فرادی فقصر الصلوٰۃ المسماۃ بالتراویح علی عدد معین وتخصیصھا بقراءۃ مخصوصۃ لم ترد بہ سنۃ" [1] یعنی تراویح کے باب میں مروی احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رمضان میں تراویح پڑھی جائے جماعت کے ساتھ یا اکیلے باقی رہی یہ بات کہ اس کی معین تعداد کتنی ہے۔ اور اس میں کتنی قرأت کی جائے تو اس بارے میں سنتِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کچھ ثابت نہیں ہے۔

ثالثاً :۔ غیر مقلدین کے مشہور محدث مولوی وحید الزماں صاحب کہتے ہیں۔ "ولا یتعین الصلوٰۃ لیالی رمضان" [2] یعنی نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد کوئی معین نہیں ہے۔

رابعاً :۔ حضرات غیر مقلدین کے پیشوا ابوالخیر میر نور الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں۔ "وبالجملہ عددے معین در مرفوع نیامدہ" [3] یعنی نماز تراویح کی رکعات کی معین تعداد کا ذکر کسی حدیث مرفوع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہے۔

خامساً :۔ غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں۔ "ان الصلوٰۃ التراویح سنۃ باصلھا لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاھا فی لیالی ثم ترکھا شفقۃ علی الامۃ ان لا تجب علی العامۃ او یحسبوھا واجبۃ ولم یأت تعیین العدد فی الروایات الصحیحۃ المرفوعۃ لکن یعلم من حدیث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی رمضان ما لا یجتھد فی غیرہ رواہ مسلم ان عددھا کثیر" [4] یعنی نمازِ تراویح اپنی اصل کے لحاظ سے سنت ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] نیل الاوطار جلد ۱ صـ ۴۶ ۔ [2] نزل الابرار جلد ۱ صـ ۱۲۶ ۔
[3] العرف الجادی صـ ۸۴ ۔ [4] الانتقاد الرجیح صـ ۶۱ ۔

نے چند راتوں میں اس کو ادا فرمایا تھا، پھر اپنی اُمت پر شفقت فرماتے ہوئے اس کو ترک فرما دیا تھا تاکہ کہیں عام لوگوں پر یہ واجب ہی نہ ہو جائے، یا کہ لوگ اس کو واجب ہی نہ سمجھنے لگ جائیں اور خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے احادیث کی روایات صحیح مرفوعہ میں اس نماز کی کوئی خاص معین تعداد ثابت نہیں ہے۔ البتہ اس حدیث سے کہ "حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں بہ نسبت غیر رمضان کے زیادہ عبادت فرمایا کرتے تھے۔ جس کو صحیح مسلم نے روایت کیا ہے، یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو نماز تراویح ادا فرمائی تھی، اس کی رکعتوں کی تعداد کثیر تھی قلیل نہیں، لیکن وہ کیا تھی یہ کہیں مروی و ثابت نہیں ہے۔

محدثین میں سے علامہ سبکی اور علامہ سیوطی کی تصریحات

اولاً:- علامہ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "اعلم انہ لم ینقل کم صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی تلک الیالی ھل ھو عشرون او اقل"[1] یعنی یہ تو کہیں منقول نہیں کہ جن راتوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تراویح کے لیے باہر تشریف لاتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان راتوں میں کتنی رکعتیں نماز تراویح ادا فرمائی تھیں آیا وہ بیس رکعتیں تھیں یا اس سے کم۔"

ثانیاً:- علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "انّ العلماء اختلفوا فی عددھا ولو ثبت ذالک من فعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یختلف فیہ"[2] یعنی تراویح کی رکعات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے اور اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا کوئی خاص عدد متعین ثابت ہوتا تو پھر علماء اس بارے میں اختلاف نہ کرتے۔"

---

[1] :- شرح المنہاج
[2] :- المصابیح صـ ۴۲ ۔

غیر مقلدین کی دوسری دلیل (حدیث ۲)

عَنْ مَالِکٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّہٗ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ وَ تَمِیْمَ الدَّارِی رضی اللہ عنہما اَنْ یَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً"[1]

یعنی سائب بن یزید نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی کعب اور حضرت تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز پڑھایا کریں۔

اس حدیث مبارک کے جوابات

اولاً:- یہ روایت مضطرب المتن ہے کہ امام محمد بن نصر المروزی نے اپنی کتاب "قیام اللیل" میں محمد بن اسحٰق کے طریق سے اسی محمد بن یوسف سے تیرہ ۱۳ رکعتیں نقل کی ہیں اور عبدالرزاق نے دوسرے طریق سے اسی محمد بن یوسف سے (جس سے غیر مقلدین کی پیش کردہ مذکورہ بالا حدیث میں گیارہ رکعتیں نقل کی گئی ہیں) اکیس ۲۱ رکعتیں نقل کی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو فتح الباری جلد ۴ صـ ۲۱۹ میں بیان کیا ہے[2] محمد بن یوسف کے پانچ شاگرد ہیں، ان میں سے تین گیارہ رکعات، ایک تیرہ ۱۳ رکعات اور ایک اکیس ۲۱ رکعات نقل کرتا ہے، پھر گیارہ ۱۱ رکعت نقل کرنے والوں کے بھی متن آپس میں مختلف ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اوّل امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُبی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ ۱۱ رکعتیں پڑھائیں۔

---

[1] :- مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صـ ۹۸ ۔
[2] :- اعلاء السنن جلد ۷ صـ ۴۸ ۔

دوم یحییٰ القطان — حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُبی بن کعب اور تمیم داری پر لوگوں کو جمع کیا پس وہ دونوں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

سوم عبد العزیز بن محمد — ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے

ثانیاً:۔ حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ امام مالک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سوا دوسرے محدثین نے اس حدیث میں اکیس رکعتیں روایت کی ہیں اور یہی صحیح ہے اور میرے نزدیک اغلب یہ ہے کہ گیارہ رکعت کا قول وہم ہے[1]

سائب بن یزید کے دو شاگرد ہیں محمد بن یوسف اور یزید بن خصیفہ۔ محمد بن یوسف کا شدید اختلاف اوپر بیان ہوا ہے کہ ان کے پانچوں شاگردوں سے مختلف متن روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن عبد البر نے اکیس رکعات کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اب یزید بن خصیفہ کی بیس رکعات والی روایت کی وجوہ قوت ملاحظہ ہوں۔

اول:۔ بیہقی نے سنن کبریٰ جلد دوم ص۴۹۶ میں اس روایت کو عن ابی الذئب عن یزید بن خصیفہ نقل کیا ہے۔

دوم:۔ اور یہی روایت بیہقی نے "معرفۃ السنن والآثار" میں عن محمد بن جعفر عن یزید بن خصیفہ ذکر کی ہے۔

سوم:۔ جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی نسبت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کی ہے اور لکھا ہے "اخرجہ البیہقی وسندہ صحیح وعزاہ الحافظ فی الفتح الی مالک ایضاً"[2]

غرضیکہ یزید کے دونوں شاگرد متفق ہیں ان میں محمد بن یوسف کے شاگردوں کی طرح اختلاف نہیں پہلی سند کی تو امام نووی، امام سیوطی اور امام عراقی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی تصحیح کی ہے۔[3]

[1]: التعلیق الحسن نقلاً عن الزرقانی فی شرح المؤطا جلد ۲ ص۱۴۲۔ [2]: اعلاء السنن جلد ۷ ص۴۸۔
[3]: ارشاد الساری از علامہ قسطلانی، تحفۃ الاخیار ص۱۹۲، تحفۃ الاحوذی جلد ۲ ص۷۵۔

جبکہ دوسری سند کو امام سبکی نے شرح المنہاج میں اور ملا علی قاری نے شرح مؤطا میں صحیح قرار دیا ہے[1]

ثالثاً:۔ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری صحیح اور قوی روایات کے خلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس رکعات کی مزید قویۃ الاسناد روایات ہم آگے ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رابعاً:۔ خود امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو قابل عمل نہیں سمجھا اسی لیے وہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہ ہوئے۔

خامساً:۔ خود اپنی مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہیں۔[2]

سادساً:۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ رکعات کا حکم دیا ہوتا تو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ومن بعدهم سے بھی اس قسم کی روایت یا اس پر عمل منقول ہوتا مگر ایسی کوئی بھی روایت نہیں۔

سابعاً:۔ ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوّلاً حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف آٹھ رکعات کی روایت پہنچی ہو اس لیے یہ حکم دیا ہو، بعد میں بیس رکعات کی روایت معلوم ہوئی تو اس کا حکم نافذ فرمایا۔

بیس تراویح کا ثبوت

اوّلاً:۔ قالت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ"[3]

ثانیاً:۔ وعنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1]: تحفۃ الاحوذی جلد ۲ ص۷۵۔ [2]: مؤطا ص۴۰، فتح الباری جلد ۴ ص۲۱۹۔
[3]: رواہ مسلم

اذا دخل شهر رمضان شد مئزرہٗ ثم لم یات فراشہٗ حتّٰی ینسلخ و اسنادہٗ حسن۔[1]

ثالثاً:۔ وعنها رضی الله تعالٰی عنها قالت کان النّبی صلی الله علیه وسلّم اذا دخل العشر شد مئزرہٗ واحیٰی لیله وایقظ اهلهٗ اخرجه البخاری۔[2]

رابعاً:۔ وعنها رضی الله تعالٰی عنها قالت کان اذا دخل رمضان تغیّر لونهٗ وکثرت صلوٰتهٗ وابتهل فی الدعاء واشفق لونهٗ کذا فی العزیزی جلد ۳ ص ۱۲۷۔

احادیثِ مبارکہ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حضورِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم رمضان میں زیادہ رکعات پڑھا کرتے تھے اور یہ احتمال کہ آٹھ رکعت میں رات گزار دیتے تھے۔ بہت بعید ہے۔ کیونکہ اس صورت میں طولِ قیام کی مشقت شدیدہ ہے اور آخری حدیث میں لفظ "طالت صلوٰتهٗ" جس کا ترجمہ ہے "آپ کی نماز لمبی ہوا کرتی تھی" کی بجائے "کثرت صلاتهٗ" جس کا ترجمہ ہے "آپ کی نماز زیادہ ہو جاتی تھی" یعنی بہ نسبت غیر رمضان کے زیادہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس میں بیّن دلیل ہے کہ رکعات میں زیادتی مراد ہے۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے "یعلم من حدیث کان رسول الله صلی الله علیه وسلّم "یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی غیرہٖ" رواہ مسلم ان عددها کثیراً"۔[3]

مذکورہ روایات سے آٹھ رکعتوں سے زیادتی ثابت ہوئی۔ اگرچہ بیس[20] کا تعیّن نہیں اور ذیل کی روایات میں ۲۰ بیس کا تعیّن ہے۔

خامساً:۔ عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر اخرجه ابن ابی شیبة

---

[1]:۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ [2]:۔ فتح الباری جلد ۴ ص ۲۳۴۔
[3]:۔ الانتقاد الرجیح ص ۱۹۔

فی مصنّفهٖ والبغوی فی معجمهٖ والطبرانی فی الکبیر لهٗ والبیهقی فی سننهٖ"۔[1] یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم رمضان میں بیس[20] رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

صاحب فتح القدیر اور دیگر بعض مصنّفین کا اس حدیثِ مبارکہ کو راوی ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف کہنا بوجوہ ذیل صحیح نہیں۔

اوّل:۔ مختلف محدّثین نے اس کی توثیق کی ہے۔ "قال ابن عدی لهٗ احادیث صالحة وهو خیر من ابراهیم بن ابی حیّة وقال یزید بن هارون وکان علی کتابتهٖ ایام کان قاضیاً ما قضٰی علی الناس رجلٌ یعنی فی زمانهٖ اعدل فی قضائهٖ منه"۔[2]

اس سے ثابت ہوا کہ ابراہیم بن عثمان ابراہیم بن حیّہ سے زیادہ ثقہ ہیں حالانکہ ابراہیم بن حیّہ بھی ثقہ اور حسن الحدیث ہیں۔ نقل عثمان الدارمی عن یحیٰی بن معین انهٗ قال شیخٌ ثقة کبیر کذا فی اللسان جلد ۱ ص ۵۳۔

جب ابراہیم بن حیّہ ثقہ ہیں تو ابراہیم بن عثمان بطریقِ اولیٰ ثقہ ثابت ہوئے۔ یزید بن ہارون کی تعدیل بہت وزن رکھتی ہے کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ الاستاذ نہایت ثقہ اور حافظ ہیں۔ نیز یہ ابراہیم کے حالات سے بہ نسبت خارجین کے زیادہ باخبر ہیں اس لیے کہ یزید ان کے محکمہ میں محرّر تھے۔

دوم:۔ ضعیف حدیث کی صحت پر جب قرائن موجود ہوں تو وہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل شواہد ہیں۔

۱:۔ خود ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ لکھا ہے۔ اور مثال میں بیان کیا ہے۔ کہ "ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب "غسل ثلاثا من ولوغ الکلب" اس پر قرینہ ہے کہ اس بارہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت صحیح ہے۔"[3]

---

[1]:۔ التعلیق الحسن جلد ۲ ص ۵۶۔ [2]:۔ تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۱۴۵۔
[3]:۔ فتح القدیر جلد ۱ ص ۴۴۔

۲۔ "وفیہ ایضاً والحاصل ان غیر المرفوع او المرفوع المرجوح فی الثبوت عن مرفوع آخر قد یقدم علی عدیلہ اذا اقترن بقرائن تفید انہ صحیح عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مستمر علیہ"۔[۱]

۳۔ حدیث مرسل عند الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضعیف ہے مگر اس سے قول صحابی موافق ہوجائے تو بالاتفاق حجت ہے۔ اس کی بھی ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح کی ہے۔ "وقول الترمذی العمل علیہ عند اہل العلم یقتضی قوۃ اصلہ وان ضعف خصوص ھذا الطریق"۔[۲]

غرضیکہ حدیث ۵ (خامسًا) کو بالفرض ضعیف بھی تسلیم کرلیا جائے تو تب بھی پہلی چار روایتیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور من بعدہم ساری اُمت کا اجماع اس حدیث کی صحت پر حجت بینہ ہے۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد خود اعتراف کرتا ہے کہ بعض ضعیف ایسے ہیں جو اُمت کی تلقی بالقبول سے رفیع ہوگئے ہیں۔[۳] اور پھر آٹھ رکعات والی حدیث میں بھی تو اضطراب ہے۔[۴] یعنی ابوسلمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ ۱۱ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں تیرہ ۱۳ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو ۲ ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ رواہ البخاری۔[۵]

سادسًا:۔ "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ"۔[۶] اس حدیث مبارک میں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت کے اتباع کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ پس جو امر خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۔ فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۱۵۔ ۲۔ فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۸۸۔
۳۔ اخبار اہلحدیث ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۴۔ فتح الباری جلد ۳ ص ۱۱۔
۵۔ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۰۔ ۶۔ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ۔

کے عمل سے ثابت ہوگا، وہ عملاً حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول مبارک سے ثابت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مامور بہ قرار پائے گا۔ پس اگر بیس ۲۰ رکعات تراویح کا ثبوت خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ بھی ہوتا تو بھی اس حدیث مبارک سے بیس ۲۰ رکعات کا حکم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہوا۔

بیس ۲۰ رکعات تراویح پر اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم

حدیث ۱:۔ عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعشرین رکعۃ والوتر۔ رواہ البیہقی فی المعرفۃ وصححہ السبکی فی شرح المنہاج۔[۱] یعنی راوی کہتے ہیں کہ ہم سب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیس ۲۰ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

حدیث ۲:۔ وفی لفظ لہ من طریق آخر قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ وقال کانوا یقرؤن بالمئین وکانوا یتوکؤن علی عصیہم فی عہد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ من شدۃ القیام۔ صححہ النووی فی الخلاصۃ وابن العراقی فی شرح التقریب والسیوطی فی المصابیح۔[۲]

حدیث ۳:۔ عن یحیٰی بن سعید ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر رجلاً یصلی بہم عشرین رکعۃ۔ رواہ ابوبکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ واسنادہ مرسل قوی۔[۳]

حدیث ۴:۔ عن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یصلی بالناس فی رمضان بالمدینۃ عشرین رکعۃ

۱۔ التعلیق الحسن جلد ۲ ص ۵۴۔ ۲۔ التعلیق الحسن جلد ۲ ص ۵۴۔
۳۔ آثار السنن جلد ۲ ص ۵۵۔

یوتر بثلاث اخرجہ ابوبکر ابن شیبۃ فی مصنفہ واسنادہ مرسل قوی" [1]۔

حدیث ۵ :- عن ابی الحسناء ان علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر رجلاً یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ رواہ البیہقی فی سننہ و ضعفہ۔ [2]

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

حدیث ۶ :- اخرج البیہقی روایتہ ابی عبد الرحمن السلمی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۷ :- عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یؤمہم فی رمضان بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث وفی ذالک قوۃ۔ [3]

حدیث ۸ :- عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ۔ رواہ مالک واسنادہ قوی مرسل۔ [4]

حدیث ۹ :- عن عطاء قال ادرکت الناس وہم یصلون ثلاثاً وعشرین رکعۃ بالوتر۔ ابی بکر ابن شیبہ واسنادہ حسن۔

حدیث ۱۰ :- عن ابی الخصیب قال کان یؤمنا سوید بن غفلۃ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ واسنادہ حسن۔ [5]

---

۱ :- آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۵۵ ۔ ۲ :- کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۸۳ ۔

۳ :- بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ ۔ ۴ :- ایضاً

۵ :- ایضاً۔

حدیث ۱۱ :- عن نافع بن عمر قال کان ابن ابی ملیکۃ یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعۃ۔ ابن ابی شیبۃ و اسنادہ حسن۔

حدیث ۱۲ :- عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعۃ کان یصلی بہم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلاث۔ ابن ابی شیبۃ واسنادہ حسن۔

حدیث ۱۳ :- قال محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی رمضان عشرین رکعۃ یطیلون فیہا القراءۃ ویوترون بثلاث۔ [1]

حدیث ۱۴ :- قال الاعمش کان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یصلی عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث۔ [2]

حدیث ۱۵ :- قال الحافظ ابن قدامۃ فی المغنی والمختار عند ابی عبد اللہ رحمہ اللہ فیہا عشرون رکعۃ وبہذا قال الثوری وابو حنیفۃ والشافعی وقال مالک ستۃ وثلاثون وزعم انہ الامر القدیم وتعلق بعمل اہل المدینۃ فانہ صالحاً مولی التوأمۃ قال ادرکت الناس یقومون باحدی واربعین رکعۃ یوترون منہا بخمس ولنا ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما جمع الناس علی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یصلی بہم عشرین رکعۃ رواہ ابو داؤد ورواہ السائب بن یزید وروی عنہ من طرق وروی مالک عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ وھذا لاجماع۔ واما ما رواہ صالح فان صالحاً ضعیف ثم لا ندری من الناس الذین اخبر عنہم فلعلہ قد ادرک جماعۃ من الناس

---

۱ :- قیام اللیل صفحہ ۱۰۱ ، ۲ :- ایضاً۔

يفعلون ذالك وليس ذالك بحجة ثم لو ثبت ان اهل المدينة كلهم فعلوه لكان ما فعله عمر واجمع عليه الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم في عصره اولى بالاتباع قال بعض اهل العلم انما فعل هذا اهل المدينة لانهم ارادوا مساواة اهل مكة فان اهل مكة يطوفون سبعا بين كل ترويحتين فجعل اهل المدينة مكان كل سبع اربع ركعات وما كان عليه اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولى واحق ان يتبع [1] اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ موفق الدین [2] ابن قدامہ اپنی مشہور کتاب "مغنی" جو کہ حنبلی مذہب کی کتاب ہے میں لکھتے ہیں کہ ابو عبداللہ کے نزدیک مختار بیس ۲۰ رکعت تراویح ہے۔ امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ البتہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھتیس ۳۶ رکعتوں کے قائل ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے لوگ چھتیس ۳۶ رکعتیں ہی پڑھتے تھے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قیام بھی مدینہ منورہ میں ہی تھا۔ لہٰذا ان کے معمول کے مطابق امام نے بھی چھتیس ۳۶ ہی کا قول کیا ہے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اُبی بن کعب کو تراویح میں امام بنایا تھا تو وہ لوگوں کو بیس ۲۰ رکعتیں ہی پڑھاتے تھے۔ اس حدیث مبارک کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور سائب بن یزید نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اور ان سے متعدد طرق سے یہ مروی ہے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود یہ روایت نقل کی ہے کہ یزید بن رومان کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس ۲۰ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا تو یہ گویا اجماع ہو گیا۔ اور صالح مولی التوأمۃ نے جو اہل مدینہ سے چھتیس ۳۶ رکعتیں

---

[1] المغنی از ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۔ [2] جب موفق الدین ابن قدامہ کا انتقال ہوا اور انکو دفن کیا گیا تو کسی شخص نے اس قبرستان میں سے کسی مردے کو خواب میں دیکھا اور اسکا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب سے موفق الدین ابن قدامہ یہاں آئے ہیں، ہمیں بھی ٹھنڈک ہو گئی ہے (اس بات سے ابن قدامہ کی بزرگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے)۔

نقل کی ہیں تو صالح ضعیف آدمی ہے۔ اس کی نقل پر اعتبار نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ مدینہ والے سب کے سب چھتیس ۳۶ رکعات ہی پڑھا کرتے تھے پھر بھی جو کام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اجماع ہو گیا تھا تو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اہل مدینہ کیوں چھتیس ۳۶ رکعات پڑھتے تھے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مکہ والوں کے ساتھ برابری کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ مکہ والے ہر دو ترویحوں یعنی آٹھ رکعت تراویح کے درمیان سات دفعہ بیت اللہ شریف کا طواف کیا کرتے تھے۔ تو مدینہ والوں نے سات دفعہ طواف کی جگہ پر چار ۴ رکعتیں مقرر کر لی تھیں حالانکہ تراویح کی جس تعداد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب متفق ہو گئے تھے اور جو ان کا معمول تھا وہی اولیٰ اور اتباع کے لائق ہے۔"

حدیث ۱۶: قال ابن حجر المكی الشافعی "اجتمعت الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم علی ان التراويح عشرون ركعة" [1] یعنی علامہ ابن حجر مکی شافعی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ تراویح کی رکعتیں بیس ۲۰ ہیں۔"

حدیث ۱۷: التراويح سنة مؤكدة عشرون ركعة برمضان والاصح فی سنيتها الاجماع [2]

حدیث ۱۸: قال العلامة القسطلانی فی شرح الصحيح للبخاری "وقد عدوا ما وقع فی زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه كالاجماع" [3]

حدیث ۱۹: عن الزعفرانی عن شافعی رحمة اللہ تعالیٰ علیه رأيت الناس يقومون بالمدينة بتسع وثلاثين وبمكة بثلاث وعشرين [4] یعنی علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے

---

[1] مرقات ملا علی قاری۔ [2] نيل المآرب فی الفقہ الحنبلی۔

[3] قسطلانی شرح بخاری۔ [4] فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۲۰۔

ہوئے لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا کہ "میں نے مدینے میں لوگوں کو انتالیس ۳۹ رکعتیں یعنی چھتیس ۳۶ تراویح اور تین ۳ وتر اور مکہ میں تئیس ۲۳ رکعتیں یعنی بیس ۲۰ تراویح اور تین ۳ وتر پڑھتے دیکھا۔"

ان روایات سے ثابت ہوا کہ بیس سے کم نہ ہونے پر صحابۂ کرام اور من بعدھم کا اجماع ہے۔ جیسا کہ عینی، قسطلانی، مرقات اور نیل المآرب کی عبارات میں اس کی بالکل تصریح موجود ہے۔ بیس سے زیادہ کا تو بعض نے قول کیا ہے، لیکن اس سے کم کا کوئی بھی قائل نہیں۔ روایات مذکورہ میں بعض مراسیل ہیں، باوجود کثرت روایات کے تتمیم فائدہ کی غرض سے قدرے توضیح کی جاتی ہے۔

حجیۃ المرسل

حجۃ المرسل کے انکار میں ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متفرد ہیں اگرچہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی قولِ انکار ہے، مگر ان کا راجح قول حجیت کا ہے۔ ابوداؤد اور ابن جریر نے امام شافعی سے قبل حجیت مرسل پر تمام اسلاف کا اجماع نقل کیا ہے، سب سے پہلے امام شافعی نے اس کا انکار کیا ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے اجماع نقل کرکے اسے ساقط کرنے کی بہت کوشش کی ہے، مگر بڑی مشکل سے پانچ نام پیش کر سکے[1]

علاوہ ازیں جب کسی مرسل کی تائید کسی دوسری مستقل روایت مسند یا مرسل سے ہوتی ہے تو یہ مرسل امام شافعی کے ہاں بھی مقبول ہے۔ "قال الحافظ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) وقال الشافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یقبل اذا اعتضد بمجیئہ من وجہ آخر یباین الطریق الاولیٰ مسندا کان او مرسلا"[2]

بلکہ شیخ الاسلام ذکریا انصاری فرماتے ہیں کہ "مرسل کا مؤید خواہ ضعیف ہی ہو تو بھی قبول کیا جائے گا۔"[3] اس کے علاوہ یزید بن رومان کی روایت مرسل مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] مقدمہ فتح الملہم ص۳۔ [2] شرح نخبۃ الفکر ص۵۳۔
[3] حاشیہ شرح نخبہ۔

ہے اور مراسیل امام مالک امام شافعی کے ہاں بھی بلاشبہ حجت ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: "قال الشافعی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ موطا امام مالک واتفق اھل الحدیث علی ان جمیع ما فیہ صحیح علی رای مالک ومن وافقہ واما علی رای غیرہ فلیس فیہ مرسل ولا منقطع الا قد اتصل السند بہ من طرق اخری وقد صنف فی زمان مالک موطات کثیرۃ فی تخریج احادیثہ ووصل منقطعہ مثل کتاب ابن ابی ذئب وابن عیینۃ والثوری ومعمر"[1]

احادیث مذکورہ پر اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں آپ کی مذکورہ روایات میں ابوالحسناء کی روایت بھی ہے اور اس روایت کے ضعف کی دو وجوہ پیش کی جاتی ہیں۔

اولاً: "تقریب التہذیب" میں ابوالحسناء کو مجہول لکھا ہے۔

ثانیاً: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوالحسناء کا لقاء ثابت نہیں لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔

جواب اولاً: اس کا جواب یہ ہے کہ ابوالحسناء سے ان کے دو شاگرد ابوسعید اور عمرو بن قیس روایت کرتے ہیں، اور اصولِ حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس سے روایت کرنے والے دو ہوں وہ مجہول الذات نہیں۔ لہٰذا ابوالحسناء مجہول نہیں بلکہ مستور ہیں اور مستور کی روایت کو ایک جماعت قبول کرتی ہے، اور عند الجمہور بشرط مؤید مقبول ہے۔ یہاں اس کا مؤید عبدالرحمٰن سلمی اور شتیر بن شکل کی روایت موجود ہے، جس کو بیہقی نے قوی قرار دیا ہے[2] "وقد تقرر ان الحدیث وان کان ضعیفا لکن مجبور بتعدد طرقہ" بلکہ کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں اور وہ سب ضعیف ہوں تو وہ بھی تعددِ طرق کی وجہ سے درجۂ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔ "ولو سلم ان کلھا ضعیفۃ فھی بمجموعھا تبلغ درجۃ الحسن"[3]

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ جلد۱ ص۱۰۹۔ [2] آثار السنن ص۱۷۸۔
[3] ایضاً ص۱۳۱۔

جواب ثانیاً: دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ابوالحسناء دو ہیں ایک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں، دوسرے حکم بن عتبہ کے شاگرد اور شریک نخعی کے اُستاد ہیں یہ اور یہ ابوالحسناء جو حدیث مذکور کے راوی ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور ابوسعید بقال و عمرو بن قیس کے اُستاد ہیں۔

بیس ۲۰ رکعت سے کم تراویح نہ ہونے پر ائمہ اربعہ وغیرھم کا اجماع

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع کی وجہ سے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا بھی اسی پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت سے کم نہیں مثلاً۔

اوّلاً: مُغنی کی مُفصل عبارت پہلے حدیث نمبر ۱۵ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ جس میں ائمہ اربعہ کا مذہب منقول ہے۔

ثانیاً: المسنون عند ابی حنیفۃ والشافعی واحمد (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم) عشرون رکعۃ وحکی عن مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان التراویح ست و ثلاثون رکعۃ۔[۱]

ثالثاً: واختلفوا فی المختار من عدد الرکعات التی یقوم بہا الناس فی رمضان فاختار مالک فی احد قولیہ وابوحنیفۃ والشافعی واحمد وداؤد القیام بعشرین رکعۃ سوی الوتر وذکر ابن قاسم عن مالک انہ کان یستحسن ستا وثلاثین رکعۃ والوتر ثلاث (الی قولہ) وذکر ابن القاسم عن مالک انہ الامر القدیم۔[۳]

رابعاً: وقد قالت المالکیۃ انہا کانت ثلاثا وعشرین ثم جعل ستا وثلاثین۔[۴]

سلہ: تہذیب التہذیب۔   ۲ہ: رحمۃ الامۃ ص ۲۳۔
۳ہ: بدایۃ المجتہد جلد ۱ ص ۲۰۲۔   ۴ہ: قسطلانی۔

خامساً: قال الامام الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واختلف اھل العلم فی قیام رمضان فرای بعضہم ان یصلی احدی واربعین رکعۃ مع الوتر وھو قول اھل المدینۃ والعمل علی ھذا عندھم بالمدینۃ واکثر اھل العلم علی ماروی عن علی وعمر وغیرھما من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال الشافعی وھکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ وقال احمد روی فی ھذا الوان لم یقض فیہ بشئ وقال اسحٰق بل نختار احدی واربعین رکعۃ علی ماروی عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[۱]

یعنی تراویح کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ اہل مدینہ تو اکتالیس رکعات مع وتر کے پڑھا کرتے تھے اور یہ بعض اہل علم کی رائے ہے۔ لیکن اکثر اہل علم اس تعداد پر قائم ہیں جو کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اور وہ بیس ۲۰ رکعت ہے۔ یہی قول سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور امام شافعی کا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں لوگوں کو بیس ۲۰ رکعت تراویح ہی پڑھتے پایا۔"

غرضیکہ بیس رکعات کی سُنّیت خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ومن بعدھم ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرھم کا اجماع ہے کہ بیس رکعت سے کم تراویح نہیں لہٰذا ان کے خلاف قول کرنا باطل ہے۔ علماء اصول لکھتے ہیں "والامۃ اذا اختلفوا فی مسئلۃ فی ای عصر کان علی اقوال کان اجماعا منہم علی ان ماعداھا باطل ولا یجوز عن بعدھم احداث قول آخر۔"[۲]

غیر مقلدین سے بیس ۲۰ تراویح کا ثبوت

سلہ: ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۲۔   ۲ہ: نور الانوار ص ۲۲۳۔

اوّلاً:۔ مولوی میر نورالحسن خان غیر مقلد لکھتا ہے "پس منع از بست و زیادہ چیزے نیست"[1] یعنی پس منع کرنا بیس تراویح یا زیادہ سے کوئی چیز نہیں ہے"۔

ثانیاً:۔ نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں "پس آتی بزیادت عامل بسنت ہم باشد"[2] یعنی آٹھ سے زیادہ تراویح پڑھنے والا بھی سنت پر عامل ہے۔

نیز لکھتے ہیں کہ "اما آنکہ جمع از اہل علم ایں نماز بست رکعت قرار دادہ اند و در ہر رکعتے قرأتے معین مستحسن داشتہ ایں عدد بخصوصہ ثابت نشدہ و لیکن جملہ چیزے است کہ براں ایں معنے صادق است کہ اِنَّہٗ صلوٰۃٌ اِنَّہٗ جماعۃٌ و اِنَّہٗ فی رمضان پس حکم بتبدیع آں چہ معنی دارد"[3] یعنی جو اہل علم کی ایک جماعت نے اس نماز کو بیس رکعت قرار دیا ہے اور ہر ایک رکعت میں معین قراءت کو مستحسن رکھا ہے، یہ عدد بخصوصہ ثابت نہیں لیکن ایک مجمل چیز ہے جس پر یہ صادق ہے کہ یہ نماز ہے، یہ جماعت ہے، یہ رمضان میں ہے، پس اس کے بدعت ہونے کا حکم لگانے کے کیا معنی"۔

نیز لکھتے ہیں "ان صلوٰۃ التراویح سُنّۃٌ باصلہا لما ثبت انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم صلّاہا فی لیالی ثم ترکہ شفقۃً علی الامۃ ان تجب علی جماعتہ او یحسبوہا واجبۃً ولم یات تعیین العدد فی الروایات الصحیحۃ المرفوعۃ ولکن یعلم من حدیث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہٖ رواہ مسلم انّ عددہا کان کثیراً"[4] یعنی نماز تراویح اپنے اصل کے لحاظ سے سنت ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند راتوں میں تراویح پڑھی ہیں، پھر اس اندیشہ سے کہ لوگوں پر واجب نہ ہو جائیں یا عوام انہیں واجب نہ سمجھ لیں پڑھنا ترک فرما دیا، اور روایات صحیحہ مرفوعہ میں کسی (صحیح) عدد کا تعین نہیں آیا لیکن اس حدیث سے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1]:۔ العرف الجادی ص۸۴۔ [2]:۔ ہدیۃ السائل ص۱۳۸۔
[3]:۔ بدور الاہلہ ص۸۳۔ [4]:۔ الانتقاد الرجیح ص۶۱۔

یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہٖ رواہ مسلم[1] معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کا عدد کثیر ہے۔

غیر مقلدین کی جہالت

پاکستان کے غیر مقلدین بہت زور سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح پڑھی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آٹھ کا ہی حکم دیا تھا۔ جمہور مسلمان جو بیس تراویح پڑھتے ہیں یا بیس سے زائد پڑھتے ہیں اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے۔" حالانکہ نہیں سمجھتے کہ عمل سے ہر چیز کا پتہ چلتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح پڑھی ہوتیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم بھی آٹھ کا ہی ہوتا تو حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین اور علمائے راسخین کا عمل بیس یا بیس سے زائد کا نہ ہوتا۔ حالانکہ مشہور ہے کہ ہندوستان میں دو صدی قبل بارہ سو سال تک تمام مساجد شرق و غرب اور جنوب و شمال میں بیس یا بیس سے زیادہ رکعت تراویح ہوتی تھیں۔ حرمین شریفین میں اب تک بیس یا بیس سے زیادہ تراویح پڑھتے چلے آئے ہیں یا اہل حدیث (غیر مقلدین) کے سوائے جمہور امت گمراہی میں رہی یا بغیر ثبوت کے ہی بیس یا بیس سے زائد پڑھتے رہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے بارہویں صدی تک کسی مسجد میں اگر آٹھ رکعت تراویح پڑھی گئی ہوں تو اس کا ثبوت پیش کیا جاوے۔[2]

غیر مقلدین کا اپنے سلف کی مخالفت کرنا

اس دور کے غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے میں اپنے سلف کے مخالف ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا نواب صدیق حسن خان صاحب

---

[1]:۔ [2]:۔ خیر المصابیح۔

میر ابوالخیر نور الحسن صاحب، مولوی وحید الزماں صاحب، علامہ شوکانی، علامہ سبکی اور علامہ ابن تیمیہ نے بخاری شریف نہیں پڑھی تھی جو تم اصح الکتاب سے آٹھ رکعت کا ثبوت دیتے ہو کہ وہ "لا فی غیرہ" کہہ کر بارہ ماہ کی نماز تہجد ہی کیوں نہ ہو۔

بہرحال یہ لوگ یہ بتائیں کہ ان کو زیادہ علم ہے یا ان کے گزرے ہوئے بڑے پیشواؤں کو۔ لاہور میں غیر مقلدوں کے ایک مدرسہ کا نام ہے "جامع شیخ الاسلام ابن تیمیہ"۔ اب ان لوگوں نے شیخ ابن تیمیہ سے اپنی انتہائی عقیدت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مدرسہ کا نام تو ان کی نسبت سے رکھ دیا ہے، حالانکہ موصوف (ابن تیمیہ) نہ ان کے اس مدرسہ کے بانی ہیں نہ مہتمم و ناظم اور نہ ہی مدرس پھر جامع ابن تیمیہ کا کیا مطلب ہوا؟ یہی مطلب ہوا کہ یہ مدرسہ شیخ ابن تیمیہ کے مسلک و مذہب کی ترویج و اشاعت کرتا ہے۔ لیکن ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کا کوئی معین عدد مروی نہیں اور جو کوئی یہ کہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تراویح کی اتنی رکعات پڑھی تھیں یا ان کا حکم دیا تھا یعنی کسی معین تعداد رکعات کا تو وہ غلط کہتا ہے"۔[1]

اب ہم ان لوگوں سے یہ پوچھتے ہیں حق بجانب ہیں کہ یہ بتائیں کہ جب تم لوگ شیخ ابن تیمیہ کے مذہب و تحقیق کے خلاف چلتے ہو پھر ان کی طرف اپنے مدرسہ کو منسوب کرنے کے کیا معنی، اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ تم کرتے کچھ ہو اور دکھاتے کچھ ہو۔

چیلنج

○ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کبھی کسی مسجد کے اندر آٹھ رکعات تراویح کی جماعت ہوئی ہو تو اس کا ثبوت پیش کرو۔

○ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کبھی کسی مسجد میں آٹھ رکعت تراویح کی جماعت ہوئی ہو یا کسی نے بیس رکعت تراویح سے انکار کیا ہو تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔

○ سلف میں سے کس نے آٹھ رکعت تراویح با جماعت پڑھی اور اس پر انکار نہیں کیا۔

---

[1] فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲ صـ ۴۰۱۔

بتاؤ:۔ اے آٹھ رکعت تراویح باجماعت کے مدعیو! کب پڑھی؟ کس نے پڑھی؟ کس سن میں پڑھی اور کس شہر میں پڑھی گئی؟

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین

○

غزل قطع بند

انبیا کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

خبردار سنیوں ہوشیار

آگیا

دوسرا مودودی

آگیا

قادریت کا لبادہ اوڑھ کر

قرآن کی منہاج کا لیبل لگا کر